کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے، چنانچہ جب یہ مقالہ پڑھا گیا ہے تو ہال مردوں اور خواتین سے بھرا ہوا تھا اور جب یہ ختم ہوا تو پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ اس بناء پر "عہد نبوی میں غزوات" کی چھٹی قسط کو روک کر یہ مقالہ برہان کی اسی اشاعت میں نذر قارئین کرام کیا جارہا ہے۔

حیدر آباد سے واپس پہونچتے ہی مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی اور جناب نورالدین صاحب بیرسٹر کے حادثۂ وفات کی خبر اچانک سُنی تو جی دھک سے ہو کر رہ گیا اور قلب و دماغ پر گویا بجلی گر پڑی، شاہ صاحب ندوۃ العلماء کے گلِ سرسبد، نہایت پختہ قلم مصنف، تاریخ اسلام کے وسیع النظر محقق، اردو زبان کے ادیب اور سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین اور ان کے قائم مقام تھے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تقسیم ہند کے بعد سے اب تک انہوں نے دارالمصنفین کے علمی وقار اور مرتبہ کو قائم و برقرار رکھا اور ملک کے نہایت سخت، طوفانی دور میں بھی اس باغیچۂ علم و ادب کی جس طرح حفاظت اور دل و جان سے اس کی آبیاری کی وہ ان کی قبائے فضل کا طُرّۂ زرّیں ہے۔ علم و فضل اور تحقیق و تصنیف کے علاوہ اخلاق و عادات اور کردار و عمل کے اعتبار سے بھی وہ سلف صالحین کا نمونہ تھے، نہایت مخلص، بے لوث، عابد و زاہد، خندہ جبیں، شگفتہ طبع، ملنسار اور متواضع اور مرنجان مرنج، مؤخرالذکر ہندوستان کے نامی گرامی بیرسٹر تھے، سپریم کورٹ کے ممتاز قانون دانوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ قومی اور ملّی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ طبیعت قلندرانہ پائی تھی۔ ایک برس دلی کے میئر (MAYOR) اور اس حیثیت سے بہت کامیاب رہے تھے، دوسرے برس انہوں نے میئر ہونے سے انکار کر دیا، مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی وائس چانسلر شپ کئی مرتبہ پیش کی گئی، لیکن انہوں نے قبول نہیں کی، وہ اگر چاہتے تو مرکزی کابینہ میں شمولیت اور کسی ملک کی سفارت کا حصول اُن کے لیے معمولی بات تھی لیکن کبھی ان چیزوں کی طرف انہوں نے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا، بیرسٹری بہت